

کرے اور غذا کی مقدار کم کر دے اس لیے کہ ایسے موقع پر جب وبار کا زور ہے، جو رطوبات بھی پیدا ہوں گی، وہ رطوبات فضلیہ میں ہو جائیں گی، اس لیے کم سے کم غذا استعمال کرے کہ بدن کی ضرورت سے زیادہ رطوبت پیدا نہ ہونے پائے، اور ہر ایسی تدبیر اختیار کرنا جس سے یہ رطوبت خشک ہو جائیں یا کم ہوتی رہیں۔ ضروری ہے، لیکن ریاضت و حمام کی اجازت نہیں اس سے اس زمانے میں سختی سے پرہیز کیا جائے۔ اس لیے کہ انسانی جسم میں ہر وقت فضولات ردیہ کسی نہ کسی مقدار میں موجود رہتی ہیں جن کا آدمی کو اندازہ نہیں ہوتا، اگر وہ ریاضت و حمام کر لیتا ہے، تو اس سے یہ فضولات ابھر جاتے ہیں اور پھر ابھار کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ کیوس لچید کے ساتھ مل جاتے ہیں، جس کی وجہ سے بڑی سے بڑی بیماری پیدا ہو جاتی ہے، بلکہ طاعون کے پھیلنے کے وقت سکون اور آرام کی ضرورت ہوتی ہے، اور اخلاط کی شورش کو روکنا ضروری ہے اور وبار کے پھوٹنے کے وقت وبار کے مقام سے نکلنا دور دراز مقام کا سفر کرنا سنگین قسم کی حرکات کا متقاضی ہے۔ جو اصول مذکورہ کی روشنی میں سخت ضرر رساں ہوگا۔ اور تعدیہ وبار کا بھی اندیشہ ہے اس لیے مفر نہ کرنا ہی عمدہ ہے اور مقام وبار سے صحت کے مقامات کو جانا مضر خلالتی ہوگا اس روشنی میں اطباء کے کلام کی تائید بھی ہوگی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبی حکمت اور بالغ تدبیر پر بھی روشنی پڑ گئی اور اس ایک نہی سے قلب و بدن کی کتنی ہی بھلائیاں مقصود ہیں وہ بھی آئینہ ہو کر سامنے آ گئیں۔ ۱۷۔

بینغیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا لا تخرجوا فراراً منہ سے آپ کے بیان کے مطابق معنی مراد لینے میں کیا مانع ہے، اس لیے کہ آپ کسی خاص عارض کی وجہ سے سفر کرنے اور ایسے مقام سے نکلنے سے نہیں روکتے ہیں کہتا ہوں کہ سوال یہ ہے کہ کیا کسی طبیب نے ایسے مواقع پر حرکت سے روکا ہے یہ کسی دانشور اور حکیم کی بات ہو سکتی ہے کہ لوگ طاعون پھیلنے کے وقت چلنا پھرنا اور دوسری حرکات قطعی بند کر دیں اور پتھر و پہاڑ کی طرح بس ایک جگہ جمع رہیں، بلکہ ہر ایت تو صرف اتنی ہے کہ ممکن حد تک حرکات سے روکا جائے اور جو آدمی کہ اس وبار سے بھاگ کر حرکت کرتا ہے۔ اس کی حرکت تو کسی خاص ضرورت کے تحت نہیں ہے بلکہ صرف وبار سے فرار ہی مقصد بنا کر حرکت کرتا ہے، ایسے آدمی کے لیے جس

۱۷۔ کیوس خلط یا کھانے کی وہ حالت جو معدہ کے ہضم کے بعد غذا میں پیدا ہو جاتی ہے۔
لفظ یونانی ہے۔

۱۸۔ اس میں ایک اور معنی پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ وبائی امراض کے تحریہ کا انتقال قابل احتراز ہے۔

پراس وبار کا ہوا سوار ہو اس کے لیے راحت اور سکون ہی نافع ہے، اس سے وہ توکل علی اللہ کا مظاہرہ کرتا ہے اور تقدیر الہی کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے، مگر جو لوگ بلا حرکت کے اپنی معاش اور دوسری ضرورتوں کے محتاج ہوں۔ ان کے لیے قویہ حکم نہیں ہے کہ وہ بھی سکون و راحت اختیار کریں۔ جیسے کارگروں کا طبقہ مسافرین کی لٹی مز دوروں کے گردہ خوانچہ فروشوں کی جماعت ان کو نو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ تم قلعاً ادھر ادھر نہ کرو نہ پھر نہ جاؤ نہ کہاں ان کو روک دیا گیا ہے جن کو اس قسم کی کوئی ضرورت نہیں مثلاً محض وبار کے ڈر سے بھاگنے والوں کا سفر۔

البتہ جن مقامات پر طاعون کی وبار پھوٹ چکی ہو، وہاں داخلہ پر پابندی میں چند در چند حکمتیں اور

مصلح ہیں۔

- ۱۔ پریشان کن اسباب سے دوری اور اذیت ناک صورت حال سے پرہیز۔
- ۲۔ جس عافیت سے معاش اور معاد دونوں کا گہرا رابطہ ہے اسے اختیار کرنا۔
- ۳۔ ایسی فضا میں سانس لینے سے بچاؤ جس میں عفونت گھر کر گئی ہے، اور جس کا ماحول فاسد ہو چکا ہے
- ۴۔ جو لوگ اس مرض کے شکار ہیں ان کی قربت سے روک ان کے آس پاس پھرنے سے پرہیز تاکہ ان کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ان تندرست لوگوں کو بھی اس مرض کے پاپڑ بیلنے نہ پڑیں۔
- خود سنن ابو داؤد میں مرفوعاً روایت ہے۔
- ۵۔ بد فالی اور تعدیہ سے بچاؤ اس لیے کہ لوگ ان دونوں سے متاثر ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ طیرہ تو

اس کے لیے ہے، جو بد فالی پسند کرتا ہے۔
ورنہ اس مانعت میں کہ ایسے علاقوں میں داخل نہ ہوں صرف اجتناب اور احتیاط مقصود ہے
نیز برباد کن اسباب اور تباہی آور وجوہ سے بھی سابقہ رکھنے سے ممانعت ہے اور فرار سے روکنے
میں توکل، تسلیم و رضا، تفویض، خدا سپاری اس طرح پہلی صورت میں تعلیم و تادیب ہے، دوسری
میں تفویض و تسلیم مقصود ہے۔
صحیح بخاری میں ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی ایک مہم پر روانہ ہوئے، جب

۱۔ امام ابو داؤد نے ۳۹۲۳ میں کتاب الطب کے باب فی الطیرۃ کے تحت اور امام احمد نے ۵۱/۳
کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے، اس کی سند میں جہالت ہے۔

آپ سرخ لہ کے ایک علاقے میں پہنچے تو ابو عبیدہ بن جراح اور ان کے ساتھی کی ملاقات ان سے ہوئی ان لوگوں نے اطلاع دی کہ شام میں دوبار پھیلی ہوئی ہے، اس خبر کو سن کر لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوئی کہ ہمیں آگے بڑھنا چاہیے یا لوٹ جانا چاہیے، آپ نے ان حالات میں ابن عباس سے فرمایا کہ مہاجرین اولین کے افراد جو شریک ہم ہیں بلا کر لائیے چنانچہ وہ ان کو بلا لائے آپ نے ان کے سامنے صورت حال مشورہ کے لیے رکھی، وہ لوگ کسی ایک بات پر متفق نہیں ہوئے، کسی نے کہا ہم ایک بڑی مہم پر نکلے ہیں اس لیے ہمیں اس مہم کو سر کیے بغیر واپس نہ جانا چاہیے، دوسروں کا مشورہ آیا کہ امت کے برگزیدہ اشخاص آپ کے ساتھ ہیں ہم آپ کو اس دبا میں ان کو بھیجنے کا مشورہ نہ دیں گے، حضرت عمرؓ نے ان سے کہا اچھا آپ لوگ جائیں، پھر آپ نے انصار کو طلب فرمایا میں ان کو بلا کر لایا ان کے سامنے بھی بات رکھی ان کی روش بھی وہی رہی جو مہاجرین کی تھی، ان میں بھی اختلاف رہا پھر آپ نے ان سے بھی مجلس سے چلے جانے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے مجھ سے کہا، قریش کے وہ برگزیدہ جو فتح مکہ میں جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلوس میں تھے۔ ان کو بلائیے میں انہیں بلالیا ان میں کا کوئی اختلاف کا شکار نہیں رہا۔ انہوں نے عرض کیا بہتر یہ ہے کہ آپ واپس چلے جائیں اور ان برگزیدہ اصحاب کو دوبار کی بھینٹ نہ چڑھاویں اس کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا کہ ہم کو صبح واپس ہونا ہے۔ چنانچہ صبح کو سب واپس ہوتے کے لیے آئے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا امیر المؤمنین قننائے الہی سے گریز کر رہے ہیں آپ نے حضرت ابو عبیدہؓ سے فرمایا کہ ایسی بات آپ کے شایان شان نہیں آپ اس کے سوا کہہ سکتے ہیں، ہاں یہی سمجھ لیں کہ ایک تقدیر الہی سے دوسری تقدیر کی جانب ہم بھاگ رہے ہیں۔ یہ تو روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ لوگ اپنے اونٹ لے کر کسی دلدلی میں اترتے ہیں جس کے دو کنارے ہیں ایک شاداب دوسرا خشک اگر شاداب علاقے میں چرانے کا موقع ملا تو قضاء الہی سے ہے اور اگر خشک علاقے میں چرانے کا موقع ملا تو یہ بھی تقدیر الہی کی بنیاد پر ہے، اتنے میں حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ تشریف لائے جو اپنی کسی ضرورت سے کہیں گئے ہوئے تھے، اس موقع پر نہ تھے یہ ماجر اسن کر فرمایا کہ اس سلسلے میں میرے پاس واضح حکم ہے۔ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم (بقیہ ۲۷ پر)

لہ سرخ، حجاز سے متصل شام کے کنارے پر واقع ایک گاؤں کا نام ہے،